بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ

کیا معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کے اختیار میں ہوتا ہے؟

افادات

حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی صاحب حفظہ اللہ

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ

قارئین کرام! معجزہ اور کرامت فعل باری تعالیٰ ہے نہ کہ فعل نبی وولی یعنی معجزہ وکرامت باری تعالیٰ کے اختیار میں ہوتے ہیں نہ کہ نبی وولی کے اختیار میں، جیسا کہ قرآن وسنت وسلف کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کی عبارات سے یہ مدعی اپنے مقام پر ثابت ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے راہِ ہدایت مؤلف امام اہلسنت والجماعت حضرت شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ)

قارئین کرام قبل اس کے کہ اصل مبحث پر ہم بات شروع کریں اسے ذہن میں رکھئے گا!کہ معجزہ و کرامت نبی وولی کے اختیار میں بایں معنی قطعاً قطعاً نہیں ہے کہ باری تعالیٰ اس نبی وولی کو **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ** دے دیتا ہے حاشا وکلا ایسا نہیں ہے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک صریح حوالہ پیش خدمت ہے!

"بیانش آنکہ حق جل و علی بقدرت خود در عالم تکوین تصرفے عجیب بنابر تصدیق مقبولے از مقبولان خود مے فرمائید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در او ایجاد مے فرمائید و اورا باظہار آں مامور مے نمائید حاشا وکلا قدرت در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی است نہ از آثار قوت انسانی۔(منصب امامت صفحہ 31)

ترجمہ: بیان اس کا کہ باری تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں سے کسی کی تصدیق کے لئے اپنی قدرت سے عالم تکوین کوئی عجیب وغریب تصرف فرماتا ہے نہ یہ کہ خرق عادت کے صادر کرنے کی قدرت اس مقبول بندہ میں ایجاد کرتا ہے اور اسے اس کے اظہار پر مامور کرتا ہے حاشا وکلا معاملہ یوں نہیں ہے کیونکہ عالم تکوین کے اندر قدرت تو یہ محض باری تعالیٰ کے خواص میں سے ہے نہ کہ خواص انسانی کے آثار سے۔

اسی طرح امام اہلسنت شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر مایہ ناز کتاب راہِ

ہدایت میں بحوالہ فتاوی رشیدیہ ردبوارق سے جو کہ فارسی زبان میں اردو ترجمہ کے ساتھ ایک اقتباس نقل کیا ہے وہ بھی اس مقام پر ہم ہدیہ قارئین کرنا چاہیں گے چنانچہ امام اہلسنت والجماعت شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"فتاوی رشیدیہ میں معجزات و کرامات اور خوارق عادات کے بارے میں کئی ایک محققین علماء امت سے متعدد نقول پیش کر کے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہے اور ہم نے اس کتاب میں ان کے بعض اقتباسات سے بھی استفادہ کیا ہے اور اسی میں حضرت مولانا حسین شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بت شکن کی کتاب ردبوارق سے جو فارسی زبان میں ہے ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے ہم اس کے ایک حصہ کا لفظی ترجمہ ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں جو یقیناً بہت ہی مفید ہوگا چنانچہ وہ ارقام فرماتے ہیں کہ کسی چیز کی قدرت اور اختیار عطاء کرنا اور اس کی قوت اقتدار سپرد کرنا اور مفہوم کا حامل ہے اور اپنے فعل خاص کو کسی چیز میں ظاہر کرنا اس کا مطلب اور ہے مثلاً کہنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے کہ زید نے قلم سے لکھا اور اپنے فعل خاص جو کتابت ہے قلم میں ظاہر کیا مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ زید نے حرکت کی قدرت اور اختیار اور کتابت پر قدرت کا اقتدار قلم کو سپرد کر دیا ہے کیونکہ جب تک قلم مثل زید کے انسان نہ ہو جائے حرکت کی قدرت اور اختیار اور کتابت کی قوت اور اقتدار اس کو حاصل نہیں ہو سکتا اور خاصہ انسان قلم کے ہاتھ میں نہیں جا سکتا پس اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ زید نے قلم کو لکھنے کی قدرت اور اختیار دیا ہے اور اپنا خاصہ اس کے حوالے کر دیا ہے تو اس کے کلام کا حاصل یہ نکلے گا کہ زید نے قلم کو انسان بنا دیا ہے بخلاف اس کے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید نے قلم سے لکھا تو اس کا مفاد یہ نکلے گا کہ لکھنے کا فعل زید کا خاصہ ہے اور قلم کو اس فعل میں کسی قسم کی کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی قوت اور اقتدار ہے (اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے)

بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی اور دل میں اتر گئی تو غور سے ہمارا اصل مطلب ملاحظہ کرنا (شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات) کہ افعال میں قدرت اور اختیار تو جناب باری تعالیٰ **وحدہ**

لاشریک لہ کے خواص میں سے ہے اور قوت و اقتدار آثار خاصہ صمدیت سے ہے کسی شخص یا کسی چیز کو یہ قدرت عطاء کرنا یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ اس کو ممکن کے مرتبہ سے اٹھاکر واجب کے درجہ پر لے جایا گیاہے کیونکہ اس قدرت کا مبداء اور ان افعال پر اختیار رکھنا اور قوت و اقتدار کی دارومدار صرف واجب الوجود کے آثار سے ہے(نہ کہ ممکن کے آثار سے)الخ

(راہِ ہدایت صفحہ 33/32ہدایت بحوالہ رسالہ ردبوارق بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ جلد 3 صفحہ 220)

اسے ذہن میں رکھنے کے بعد یہ پیش نظر رہے کہ بعض عبارات سلف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات میں کرامت سے متعلق اختیار کے لفظ کے ساتھ یہ آیاہے کہ یہ ولی کے اختیار میں ہوتا ہے جس میں سے ایک عبارت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی کی بھی پیش کی جاتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے

والحق جواز وقوعها قصدا و اختیار (لمعات التنقیح باب الکرامات صفحہ 514)

جواب نمبر:1

مناسب معلوم ہوتاہے کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کچھ اور عبارات کو ذکر کرکے جمیع عبارات پر سلف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کی روشنی میں ہی جواب دیاجائے کہ ان کی عبارت میں جو اختیار کا اثبات ہے وہاں کیامراد ہے اور جہاں اختیار کی نفی ہے وہاں کیامراد ہے کیونکہ خود حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری عبارات میں اختیار کی نفی ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھئے گاکہ جمہور اہلسنت والجماعت کے ہاں کرامت معجزہ ہی کی فرع ہے۔ بہرکیف حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدائے تعالی است کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا تعالیٰ و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست (مدارج النبوۃ ج2 ص116)

ترجمہ: معجزۃ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ باری تعالی کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے دست مبارک پر باری تعالی ظاہر کرتا ہے بر خلاف اور دوسرے افعال کے کہ ان میں کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق باری تعالی کی طرف سے جبکہ معجزہ میں کسب بھی بندہ کا نہیں ہوتا۔

دوسری جگہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

چہ معجزۃ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر می گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر مے گردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال

(شرح فتوح الغیب مقالہ 6 صفحہ 27)

ترجمہ: کیونکہ معجزۃ اور کرامت باری تعالی کا فعل ہے کہ جسے باری تعالی ظاہر کرتا ہے بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق و تکریم کے غرض سے معجزۃ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہے جو اس کے قصد اور اختیار سے صادر ہو جیساکہ اور دوسرے افعال اختیاریہ ہیں جو بندہ کے قصد اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

قارئین کرام جیساکہ آپ حضرات نے پڑھ لیا ہوگا اور سمجھ بھی لیا ہوگا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی **لمعات التنقیح** کی عبارت کا تعارض پیش آرہاہے **مدارج النبوۃ** کی عبارت اور **شرح فتوح الغیب** کی عبارت سے اس تعارض کو دور کیسے کیا جائے اس کے لئے سب سے پہلے ہم حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کی طرف ہی مع دیگر سلف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات کی طرف ہم اگر رجوع کریں گے تو مسئلہ کا حل آسانی سے نکل آئے گا ان شاء اللہ تعالی۔

توجہ کیجئے گا!

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سالک کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے تو

فحینئذ یضاف الیک التکوین و خرق العادات فیری ذالک منک فی ظاھر العقل والحکم وھو فعل اللہ و ارادتہ حقا فی العلم الخ

(**فتوح الغیب مقالہ 6 صفحہ 27**)

ترجمہ: پس تیری طرف تکوین اور خوارق عادت کی نسبت کی جائے گی اور وہ چیز عقل کے ظاہری حکم کے مطابق تجھ سے دیکھی جائے گی در اں حالیکہ وہ در حقیقت اعتقادی اعتبار سے باری تعالی کا فعل اور باری تعالی کا ارادہ ہو گا۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

پس چوں فانی شود از خودی و نماند جز فعل و ارادت در تو نسبت کردہ مے شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف مے گرداند ترا در عالم بخوارق و کرامات پس دیدہ مے شود آں فعل و تصرف از تو در ظاہر عقل و حکم وے و لیکن در باطن و نفس الامر فعل پروردگار است تعالیٰ چہ معجزۃ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر می گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر مے گردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال

(شرح فتوح الغیب مقالہ 6 صفحہ 27)

ترجمہ: پس جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے اور تجھ میں فعل اور ارادۃ کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرق عادات کے امور کی نسبت کی جائے گی یعنی تجھے خوارق عادات کرامات کے سلسلہ میں جہان کے اندر متصرف گردانا جائے گا پس ظاہری طور پر صورتاً وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہو گا مگر باطن و نفس الامر و حقیقت میں وہ باری تعالی کا فعل ہو گا کیونکہ معجزہ اور کرامت باری تعالیٰ کا فعل ہے کہ جسے باری تعالیٰ ظاہر کرتا ہے بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق و تکریم کے غرض سے۔ معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہے جو اس کے قصد اور اختیار سے صادر ہو جیساکہ اور دوسرے افعال اختیاریہ ہیں جو بندہ کے قصد اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

مقدمہ نمبر:1

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صراحتاً یہ بھی فرمایا کہ حق یہ ہے کہ کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی ہے۔

مقدمہ نمبر:2

اسی طرح صراحتاً یہ بھی فرمایا کہ معجزہ و کرامت نبی و ولی کے اختیار میں نہیں ہوتے ہیں حتیٰ کہ صراحتاً یہ بھی فرمایا کہ معجزہ و کرامت میں کسب بھی نبی و ولی کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ یہ معجزہ اور کرامت ہر ایک محض فعل باری تعالی ہوتا ہے۔

مقدمہ نمبر:3

ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ظاہری طور پر صورتاً وہ فعل اور تصرف نبی و ولی سے صادر ہوتا ہے مگر باطن و نفس الامر و حقیقت میں وہ فعل باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

نتیجہ:

جہاں اختیار کا اثبات ہے وہ ظاہراً و صورتاً ہے باطناً نفس الامر اور حقیقت میں اختیار باری تعالیٰ ہی کو ہے مطلب اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامیہ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامیہ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ یہ صرف اور صرف باری تعالیٰ کے پاس ہوتا ہے۔ فتدبر

جواب نمبر2

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تکوین کے متعلق فرماتے ہیں

ثم قد یرد الیہ التکوین فیکون جمیع مایحتاج الیہ باذن اللہ تعالی

(**فتوح الغیب مقالہ 46 صفحہ 80**)

ترجمہ: پھر کبھی اس ولی کی طرف تکوین کی نسبت کر دی جاتی ہے لہٰذا باری تعالیٰ کے حکم سے جس شئ کی حاجت ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں

سپردہ مے شود بوے پیدا کردن اشیاء و تصرف در اکوان کہ عبارت از خرق عادت است

(شرح فتوح الغیب مقالہ 46 ص 80)

ترجمہ: کہ ولی کی طرف اشیاء کا پیدا کرنا اور اکوان کے اندر تصرف کرنا سپرد کر دیا جاتا ہے جو کہ عبارت ہے خرق عادت سے۔

اور کرامت و خرق عادت کے متعلق جیسا کہ پہلے بھی فرمایا آگے پھر تحریر فرماتے ہیں کہ

یعنی آں در حقیقت فعل حق است کہ بر دست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بر دست نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(شرح فتوح الغیب مقالہ 46 صفحہ 207)

ترجمہ: کہ مطلب کرامت حقیقت میں فعل باری تعالیٰ ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے جیساکہ معجزہ نبی کا فعل ہوتا ہے۔

مقدمہ نمبر:1

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ولی کی طرف اشیاء کا پیدا کرنا اور اکو ان کے اندر تصرف کرنا سپرد کر دیا جاتا ہے جو کہ عبارت ہے خرق عادت سے.

مقدمہ نمبر:2

آگے فرمایا کہ یعنی کرامت حقیقت میں فعل باری تعالی ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے جیساکہ معجزہ نبی کا فعل ہوتا ہے.

نتیجہ:

مطلب کہ تکوین و تصرف کے اختیار سے مراد نبی و ولی کے ہاتھ پر معجزہ و کرامت و خرق عادت کا صدور ہونا ہے اور یہ اسناد مجازی ہے نہ کہ یہ کہ باری تعالیٰ ان کو اپنی طرح تکوین و تصرف کا اختیار دے دیتے ہیں کیونکہ یہ صرف اور صرف فعل باری تعالیٰ ہے لہٰذا یہ گویا رد ہے معتزلہ پر کہ وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم کے ہاتھ پر کرامت کے صدور کا انکار کرتے ہیں اور جمہور اہلسنت والجماعت معجزہ و کرامت کو فعل باری تعالیٰ سمجھتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات و اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ و کثر اللہ تعالیٰ سوادھم کے ہاتھوں اس کا صدور مانتے ہیں۔ فتدبر

جواب نمبر:3

جہاں اختیار کا اثبات ہے تو وہاں پہلے سے باری تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا ہے اور پھر اس علم کے مطابق قصد ہوتا ہے جیساکہ **التکشف** میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کرامت کی ایک قسم یہ بیان فرمائی ہے کہ

"ایک قسم وہ جہاں علم بھی اور قصد بھی جیسے نیل کا جاری ہونا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے الخ"

(**التکشف** صفحہ 10)

نتیجہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے علم اور قصد کا ذکر فرمایا جو کہ دلیل **انی** ہے اثبات اختیار پر مطلب جہاں اختیار ہے وہاں بوجہ **علم من اللہ تعالی** کے بندہ قصد کرتا ہے چاہے وہ قصد پھر دعاء کے ذریعہ ہو یا کسی اور عمل کے ذریعہ جیسے یہاں فرمان مبارک کا لکھ کر نیل میں ڈالنا ہے تو اختیار **علی العمل** ہوا نہ کہ **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ۔ فتدبر**

اشکال کا جواب نمبر 2 اور تعارض کا جواب نمبر 4

اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آصف بن برخیا رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعاء کی اور اس دعاء کے نتیجہ میں باری تعالیٰ نے تخت بلقیس کو حاضر کر دیا۔

تفسیر ابن کثیر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر طبری پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر بغوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
التفسیر المیسر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر السعدی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
الوسیط لطنطاوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
بیان القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
معارف القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

نتیجہ:

لہٰذا جہاں اختیار کا اثبات ہے وہاں مراد **اختیار علی العمل** ہے نہ کہ **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ۔ فتدبر**

سوال:

کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں اختیار کا اثبات ہے وہاں کسب مراد ہے اور جہاں اختیار کا اثبات نہیں ہے وہاں خلق مراد ہے؟

جواب:

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ واشگاف الفاظ میں اس کی نفی فرمائی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں جیساکہ پیچھے بھی باحوالہ گزر گیاکہ

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدائے تعالی است کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خداتعالی ودر معجزہ کسب نیز از بندہ نیست

(مدارج النبوۃ ج2 ص116)

ترجمہ: معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ باری تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے دست مبارک پر باری تعالیٰ ظاہر کرتا ہے برخلاف دوسرے افعال کے کہ ان میں کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق باری تعالیٰ کی طرف سے جبکہ معجزہ میں کسب بھی بندہ کا نہیں ہوتا۔

دوسری جگہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

چہ معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر می گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر مے گردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال

(شرح فتوح الغیب مقالہ 6 ص27)

ترجمہ: کیونکہ معجزۃ اور کرامت باری تعالی کا فعل ہے کہ جسے باری تعالی ظاہر کرتا ہے بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق و تکریم کے غرض سے معجزۃ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہے جو اس کے قصد اور اختیار سے صادر ہو جیساکہ اور دوسرے افعال اختیاریہ ہیں جو بندہ کے قصد اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

نتیجہ:

لہذا کسب کو بایں معنی لیناکہ بعض دفعہ نبی یاولی کو **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ** دے دیاجاتاہے اور پھر وہ اس کا کسب کرتاہے اور باری تعالی اس کا خلق فرماتے ہیں تو جیساکہ اس کو کلی طور پر ماننا شرک ہے اسی طرح اس کو جزئی طور پر بھی ماننا شرک ہے۔ **فافھم۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم**

سوال:

کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ بعض معجزات و کرامات اختیاری ہوتے ہیں اور بعض معجزات و کرامات غیر اختیاری؟

جواب:

اگر بعض کرامات کے اختیاری ہونے سے مراد یہ ہے کہ بعض کرامات میں بندہ کو **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ** دے دیا جاتا ہے تو اس حیثیت سے یہ تقسیم خانہ زاد ہے جمہور اہلسنت و الجماعت کے اصولوں کے سراسر خلاف ہے۔ تفصیل کے دیکھئے راہ ہدایت مؤلف امام اہلسنت و الجماعت حضرت شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالی۔

نوٹ:

ان شاء اللہ تعالی آگے اہل بدعت میری مراد بریلوی اور سیفی حضرات ہیں کی طرف سے جو عبارات کرامات سے متعلق **باختیارھم و طلبھم** وغیرہ پیش کی جاتی ہیں ان پر گفتگو ہو گی کہ اختیار کے کلام عرب میں 7 معانی آتے ہیں اور ان عبارات میں قطعاً حاشاو کلا اختیار کا معنی قدرت و سلطنت اس حیثیت سے کہ بندہ کو **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ** دے دیا جاتا ہے نہیں ہے۔ بلکہ انتقاء و اصطفاء ہے یا اختیار کے 7 معانی میں سے کوئی اور معنی مگر قدرت و سلطنت تو ہے ہی نہیں ورنہ جمہور اہلسنت و الجماعت کے اصولوں کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔

لہٰذا یہ واضح ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالی کہ ان عبارات کا اصل مبحث سے تعلق ہے ہی نہیں مزید شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت جس میں اثبات اختیار ہے اس کا ایک اور جواب بھی گویا ذکر ہو جائے گا۔

اشکال:

1: **ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری** ج 5 صفحہ 413 پر قصہ حضرت جریج رحمہ اللہ کے تحت لکھا ہے

وفی ھذا اثبات کرامات الاولیاء ووقوع ذالک لھم باختیارھم وطلبھم

2:دلیل الفاتحین لطرق ریاض الصالحین ج 3 صفحہ 88 پر قصہ حضرت جریج رحمہ اللہ کے تحت لکھا ہے

وفیہ اثبات کرامات الاولیاء ووقوع الکرامۃ لھم باختیارھم وطلبھم

3:عمدۃ القاری کتاب احادیث الانبیاء ج 11 صفحہ 191 پر قصہ حضرت جریج رحمہ اللہ کے تحت لکھا ہے

وفیہ اثبات الکرامۃ للاولیاء ووقوع الکرامۃ لھم باختیارھم وطلبھم

4:فتح الباری کتاب احادیث الانبیاء ج6 صفحہ 589 پر قصہ حضرت جریج رحمہ اللہ تعالی کے تحت لکھا ہے

وفیہ اثبات کرامات الاولیاء ووقوع الکرامۃ لھم باختیارھم وطلبھم

5:تشنیف السامع بجمع الجوامع لتاج الدین السبکی رح الکتاب السابع فی الاجتھاد ج4 صفحہ 499 پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے

تقع الکرامۃ باختیار الولی و طلبہ علی الصحیح عند المتکلمین و قیل لاتقع باختیارھم وطلبھم

6:حاشیۃ العلامۃ البنانی علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج2 ص 247 پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے

قولہ جائزۃ واقعۃ ای ولو باختیارھم وطلبھم

7:حاشیۃ العطار علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج2 صفحہ 481 پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے

قولہ جائزۃ و واقعۃ و لو باختیارھم و طلبھم قال النووی الصحیح ان الکرامات تقع للاولیاء باختیارھم وطلبھم

8:حاشیۃ زکریا الانصاری علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج4 صفحہ 238 پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے

قولہ جائزۃ و واقعۃ و لو باختیارھم و طلبھم قال النووی الصحیح ان الکرامات تقع للاولیاء باختیارھم وطلبھم

9: **لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح** ج 9 صفحہ 514 **باب الکرامات** کے تحت لکھا ہے

والحق جواز وقوعها قصدا او اختیار

10: **کتاب الارشاد الی قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد** صفحہ 316 پر **فصل فی اثبات الکرامة وتمییزها من المعجزات** کے تحت لکھا ہے

ثم مجوز والکرامات تحزبوا احزابا فمن صائر الی شرط الکرامة الخارق للعادة ان تجری من غیر ایثار و اختیار من الولی و صار هؤلاء الی ان الکرامة تفارق المعجزة من هذا الوجه وهذا غیر صحیح الخ

ان تمام حوالہ جات کے اندر تقریباً اکثر مقامات پر کرامات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم سے متعلق **باختیارهم و طلبهم** کے الفاظ صراحتاً آئے ہیں اسی طرح شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت میں بھی **قصدا و اختیار** کے الفاظ صراحتاً موجود ہیں جبکہ امام الحرمین امام جوینی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کا مفہوم بھی تقریباً یہی ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ کرامت ولی کے اختیار سے جاری نہیں ہوسکتی اور یہ کہہ کر وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دیگر مقامات پر کچھ اور تعبیر کے ساتھ مگر مفہوم ان کا بھی یہی نکلتا ہے کرامت ولی کے اختیار اور طلب سے واقع ہوتی ہے۔

بہر کیف خلاصہ تمام حوالہ جات کا یہ نکلتا ہے کہ کرامات اولیاء کے اختیار اور طلب سے واقع ہوتے ہیں۔

الجواب:

حوالہ نمبر 9 حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی کا ہے جس پر پہلی قسط میں مفصل بحث گذر چکی ہے کہ حضرت رحمہ اللہ تعالی کے ہاں اختیار سے کیا مراد ہے جبکہ ابتدائی 8 حوالہ جات کے اندر **باختیارهم و طلبهم** کے الفاظ ہیں۔ جن کے متعلق اولاً بطور تنقیح کے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اختیار سے مراد یہاں پر **اختیار علی قدرة المعجزة او الکرامة یا اختیار علی قدرة خرق العادة یا اختیار علی ایجاد المعجزة او الکرامة یا اختیار علی ایجاد خرق العادة** مراد ہے تو **و طلبهم** کا کیا مطلب ہے آپ کے

ہاں؟ کیونکہ جب اختیار سے مراد یہاں پر **اختیار علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ** مراد ہے آپ کے ہاں تو طلب کرنا چہ معنی دارد؟ "طلب" تو اس **شئ** کو کیا جاتا ہے جو اختیار بمعنی بالا نہ ہو جب اختیار بمعنی بالا ہو تو "طلب" کی قید کا کیا فائدہ؟

اس تنقیح کا جواب تا قیامت بریلوی اور سیفی حضرات کے سر پر قرض رہے گا کیونکہ اختیار سے یہ حضرات جو مراد لیتے ہیں اس مراد کا "طلب" کے ساتھ ایسا تعارض ہے جس کا جواب صرف ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے اور وہ ہے کہ اختیار کو جس مراد میں یہ حضرات لیتے ہیں اس مراد کو لینا چھوڑ دیا جائے۔

اب آتے ہیں اصولی جواب کی طرف جس سے ان شاء اللہ تعالی ان سارے حوالہ جات کی قلعی کھل جائے گی۔ قارئین کرام اختیار کا لفظ کلام عرب میں 7 معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

1: **الاختیار بمعنی الانتقاء و الاصطفاء**
2: **الاختیار بمعنی الرضاء و طیب النفس**
3: **الاختیار بمعنی القصد و ارادۃ الفعل**
4: **الاختیار بمعنی القدرۃ و السلطنۃ**
5: **الاختیار بمعنی الولایۃ علی التصرف**
6: **الاختیار بمعنی الجواز التکلیفی**
7: **الاختیار بمعنی القدرۃ**

طوالت سے بچنے کے لئے کہ ہر ایک معنی کو ہم قرآن و سنت و کلام عرب سے ثابت کریں سر دست اختیار کے اصلی معنی پر ہم کچھ گفتگو کرنا چاہیں گے کہ اختیار کا لفظ **لغتاً و اصلاً انتقاء و اصطفاء** کے لئے آتا ہے جس کا معنی ہے پسند کرنا منتخب کرنا چن لینا۔

مصباح اللغات مادۃ خیر صفحہ 220، القاموس الوحید مادۃ خیر صفحہ 490/489، المنجد مادۃ خیر صفحہ 224۔

قرآن میں باری تعالی تعالی کا فرمان ہے

و انا اخترتک فاستمع لما یوحی (پارہ 16 سورۃ طہ آیت 13)

ترجمہ از معارف القرآن:

"اور میں نے تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو"۔

مطلب تجھے پسند کیا چن لیا منتخب کر لیا الخ

اسی طرح فرمان باری تعالی ہے

وربک یخلق مایشاء ویختار (پارہ 20 سورۃ القصص آیت 68)

ترجمہ از معارف القرآن:

"اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے۔"

مطلب پسند کرے چن لے منتخب کرے الخ

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے

عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا و یخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا و اخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ اشیاء و یمر بہ الشی فیقول واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضل (صحیح مسلم المقدمۃ باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء و الاحتیاط فی تحملھا ج 1 ص 10)

ترجمہ: **ابن ابی ملیکہ** سے روایت ہے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کو لکھا کہ میرے لئے ایک کتاب لکھ دو اور چھپالو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لڑکا (اچھی) نصیحت کرتا ہے (یعنی **ابن ابی ملیکہ** کو کہا) میں اس کے لئے پسند کروں گا منتخب کروں گا چنوں گا باتوں کو اور چھپالوں گا جو چھپانے کی باتیں ہیں پھر انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں کو منگوایا ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک گئے (یعنی ان سے غلطی ہوئی)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

قال الشافعی والوقت الاول من الصلاۃ افضل و مما یدل علی فضل اول الوقت علی آخرہ اختیار النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر وعمر فلم یکونوا یختارون الا ماھو افضل

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب الوقت الاول من الفضل ج 1 ص 215 رقم 175)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نماز کا اول وقت افضل ہے اور جو چیزیں اول وقت کی افضیلت پر دلالت کرتی ہیں من جملہ انہیں میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا اسے پسند فرمانا ہے منتخب کرنا ہے چننا ہے کہ یہ لوگ اسی چیز کے معمول بنانے کو پسند فرماتے تھے منتخب کرتے تھے چنتے تھے جو افضل ہو۔

اسکے علاوہ بھی قرآن و سنت و فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم کی عبارات و کلام عرب سے ڈھیر ساری مثالیں اس پر مل سکتی ہیں جس میں "اختیار" کا لفظ پسند کرنا منتخب کرنا چن لینا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

لہٰذا ان تمام حوالہ جات میں "اختیار" کا لفظ پسند کرنا منتخب کرنا چن لینا کے معنی میں استعمال ہوا ہے نہ کہ "**اختیار بمعنی علی قدرة المعجزة او الکرامة یا اختیار علی قدرة خرق العادة یا اختیار علی ایجاد المعجزة او الکرامة یا اختیار علی ایجاد خرق العادة**"

ہاں البتہ یہ ہے کہ آپ یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جیسا کہ ان تمام حوالہ جات سے مقصود بھی اس سوال و دفع دخل مقدر کا جواب ہے کہ

سوال:

کیا اگر کوئی ولی بسا اوقات کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتا ہے منتخب کرتا ہے چنتا ہے کہ مجھ سے کوئی بھی کرامت یا کوئی خاص کرامت باری تعالی صادر کروادے اور اسے اللہ تعالی سے طلب بھی کرتا ہے گویا اس کا قصد کرتا ہے چاہے وہ دعاء کے ذریعہ ہو یا دل کے توجہ کے ذریعہ یا کسی اور عمل کے ذریعہ باری تعالیٰ پر کامل یقین اور باری تعالیٰ سے غایت درجہ تعلق و باری تعالیٰ پر غایت درجہ توکل کی وجہ سے بسا اوقات دعویٰ بھی ساتھ کرلیتا ہے یہاں تک کہ بایں وجہ بسا اوقات قسم بھی کھالیتا ہے تو کیا ویسے ہو سکتا ہے؟

جواب:

جمہور اہلسنت والجماعت کے ہاں جب کوئی ولی کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتا ہے منتخب کرتا ہے چن لیتا ہے اور

اسے اللہ تعالی سے طلب بھی کرتا ہے گویا اس کا قصد کرتا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب نے **لمعات التنقیح** میں قصد کا بھی ذکر فرمایا ہے بہر کیف چاہے وہ دعاء کے ذریعہ ہو یا دل کے توجہ کے ذریعہ یا کسی اور عمل کے ذریعہ باری پر کامل یقین اور باری تعالیٰ سے غایت درجہ تعلق و باری تعالی پر غایت درجہ توکل کی وجہ سے دعوی بھی ساتھ کرلیتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات بایں وجہ قسم بھی کھالیتا ہے تو ویسے بالکل بسا اوقات باری تعالیٰ کر بھی دیتے ہیں اکراماً لہ اپنی قدرت کاملہ کے طفیل۔

دلیل نمبر 1:

قرآن مجید میں آصف بن برخیار رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ کہ انہوں نے اپنے سے اس خاص کرامت کے صدور یعنی تخت بلقیس کے لانے کو پسند کیا منتخب کیا چن لیا اور باری تعالیٰ سے اسے طلب کیا گویا اس کی طرف قصد کیا جیسا کہ اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم کے حوالوں سے قسط نمبر: 1 میں گذرا کہ آصف بن برخیار رحمہ اللہ تعالی نے باری تعالی سے دعاء کی اور باری تعالی نے اسے وجود عطا فرمادیا

تفسیر ابن کثیر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر طبری پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر بغوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
التفسیر المیسر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
تفسیر السعدی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
الوسیط لطنطاوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
بیان القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40
معارف القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

دلیل نمبر 2:

اسی طرح حضرت جریج رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے جو کہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ

کان رجل فی بنی اسرائیل یقال لہ جریج یصلی فجاءتہ امہ فدعتہ فابی ان یجیبھا فقال اجیبھا او اصلی؟ثم اتتہ فقالت اللھم لاتمتہ حتی تریہ المومسات وکان جریج فی صومعتہ فقالت امراۃ لافتنن جریجا فتعرضت لہ فکلمتہ فابی فاتت راعیا فأمکنتہ من نفسھا فولدت غلاما فقالت ھو من جریج فاتوہ

و کسر و اصو معته فانزلوه و سبوه فتوضا وصلی ثم اتی الغلام فقال من ابوك يا غلام؟قال الراعی قالو انبنی صو معتك من ذهب؟قال لا الا من طين

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا هدم حائطا فليبن مثله ج 3 صفحة 137 رقم 2482، صحیح بخاری کتاب احاديث الانبياء صلوات الله عليهم باب قول الله و اذكر فی الكتاب مریم ج 4 ص 165 3436، صحیح مسلم كتاب البر و الصلة و الاداب باب تقديم بر الوالدين علی التطوع بالصلاة و غيرها ج 8 ص 4 رقم 2550)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک صاحب تھے جن کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ آئیں اور انہیں پکارا انہوں نے جواب نہیں دیا سوچتے رہے کہ جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ پھر وہ دوبارہ آئیں اور (غصے میں) بد دعا کر گئیں کہ اے اللہ اسے موت نہ آئے جب تک کسی بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے جریج اپنے عبادت خانہ میں رہتے تھے ایک عورت نے (جو جریج کے عبادت خانہ کے پاس اپنی مویشی چرایا کرتی تھی اور فاحشہ تھی) کہا کہ جریج کو فتنہ میں ڈالے بغیر نہ رہوں گی چنانچہ وہ ان کے سامنے آئی اور گفتگو کرنی چاہی لیکن انہوں نے منہ پھیر لیا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اپنے جسم کو اس کے قابو میں دے دیا آخر لڑکا پیدا ہوا اور اس عورت نے الزام لگایا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے قوم کے لوگ جریج کے یہاں آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا انہیں باہر نکالا اور گالیاں دیں لیکن جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اس لڑکے کے پاس آئے انہوں نے اس سے پوچھا بچے تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ (خدا کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا (قوم خوش ہو گئی اور) کہا کہ ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنوا دیں؟ جریج نے کہا کہ نہیں مٹی کا ہی صحیح ہے۔

ملاحظہ کیجئے کہ جب حضرت جریج رحمہ اللہ تعالی پر تہمت لگی تو انہوں نے اسے پسند کیا منتخب کیا چناکہ مجھ پر سے باری تعالیٰ یہ کرامت صادر فرمادے کہ میں اس بچہ سے جو ابھی بولنے کے قابل نہیں ہوا ہے پوچھوں اور وہ سچ بتادے چنانچہ انہوں نے وضوء کیا اور نماز پڑھی جیسا کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اور اس نماز کے عمل کے ذریعے گویا باری تعالیٰ سے مدد طلب کی اور اس کے بعد بچہ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اس کرامت کا صدور فرمادیا اور اوپر کے پیش کردہ شروع کے 4 حوالہ جات میں قصہ حضرت

جریج رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحت ہی محدثین کرام رحمہم اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ **وفی ھذا یا و فیہ اثبات کرامات الاولیاء یا اثبات الکرامۃ للاولیاء و وقوع ذالک لھم یا و وقوع الکرامۃ لھم باختیارھم و طلبھم** معلوم ہوا کہ یہاں بھی اور بقیہ حوالجات میں بھی **اختیار** بمعنی پسند کرنا منتخب کرلینا چن لینا ہے نہ کہ **اختیار** بمعنی **علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ**، سو اسے خوب سمجھ لیجئے۔ انتہائی حیرانگی ہوتی ہے کہ علم کے لمبے چوڑے دعوے کرنے والی شخصیات اسے اس ممنوع معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ فیاللعجب واصیعۃ العلم والادب

نتیجہ:

پیش کردہ ابتدائی 8 حوالجات میں بھی اختیار بمعنی پسند کرنا منتخب کرنا اور چن لینا ہے اسی طرح **لمعات التنقیح** کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم بسا اوقات کرامات کے صدور کا باری تعالی سے خود پر سے صادر ہونے کا قصد کرتے ہیں چاہے وہ دعاء کے ذریعہ ہو یا دل کے توجہ کے ذریعہ یا کسی اور عمل کے ذریعہ اور کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتے ہیں منتخب کرتے ہیں چن لیتے ہیں اور اسے باری تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں باری تعالیٰ پر کامل یقین اور باری تعالیٰ سے غایت درجہ تعلق و باری تعالیٰ پر غایت درجہ توکل کی وجہ سے بسا اوقات دعویٰ بھی ساتھ کر لیتے ہے یہاں تک کہ بایں وجہ بسا اوقات قسم بھی کھا لیتے ہیں تو باری تعالیٰ بالکل بسا اوقات ایسا کر بھی لیتے ہیں اکراماً لہ اور اسے وجود عطا فرما دیتے ہیں اپنی قدرت کاملہ کے طفیل جبکہ کتاب **الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد** کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے گویا وہ بھی اس سوال و دفع دخل مقدر کا جواب دے رہے ہیں کہ کوئی شخص اگر یہ کہتا ہے کہ کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالیٰ سے اپنے سے صادر ہونے کو کوئی ولی اگر پسند کرتا ہے منتخب کرتا ہے چن لیتا ہے تو ایسا نہیں ہو سکتا اور یہ کہہ کر وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو کوئی ولی اگر پسند کرتا ہے منتخب کرتا ہے چن لیتا ہے اور اسے باری تعالیٰ سے طلب کرتا ہے باری تعالیٰ پر کامل یقین اور باری تعالیٰ سے غایت درجہ تعلق و باری تعالیٰ پر غایت درجہ

توکل کی وجہ سے بسا اوقات دعویٰ بھی ساتھ کرلیتا ہے یہاں تک کہ بایں وجہ بسا اوقات قسم بھی کھالیتا ہے تو بالکل باری تعالیٰ بسا اوقات ایسا کر بھی لیتے ہیں اکراماًلہ اور اسے وجود عطاء فرمادیتے ہیں اپنی قدرت کاملہ کے طفیل۔
اور ہمارے اس دعوی پر جہاں بطور مشتے از نمونہ خروارے ماقبل میں دو دلائل ہم نے ذکر کئے تیسری دلیل جس میں مزید بسا اوقات دعویٰ ولی پر من جانب اللہ تعالی ویسا ہو جانے کی دلیل بھی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے

دلیل نمبر3:

رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ
(مسلم کتاب البر و الصلة و الاداب باب فضل الضعفاء و الخاملین ج 8 صفحہ 36 رقم2622)

ترجمہ: بہت سارے پراگندہ بالوں والے دروازوں سے دھتکارے ہوئے جب اللہ تعالی پر قسم کھالیتے ہیں تو اللہ تعالی اسے پورا فرمادیتے ہیں۔

لو اقسم علی اللہ لابرہ کی تشریح وتوضیح میں امام وحافظ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

ای حلف علی وقوع شئ او قعہ اللہ اکراما لہ باجابة سوالہ وصیانتہ من الحنث فی یمینہ و ھذا لعظم منزلتہ عند اللہ تعالی و ان کان حقیرا عند الناس و قیل معنی القسم ھنا الدعاء و ابرارہ اجابتہ و اللہ اعلم
(المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی ج 16، کتاب البر و الصلة و الاداب باب فضل الضعفاء و الخاملین ص266 رقم138_2622)

ترجمہ: جس کا مفہوم ہے کہ اللہ کا وہ ولی کسی شی کے وقوع پر جب قسم کھالیتا ہے تو اللہ تعالی اسے واقع فرمادیتے ہیں اس ولی کے سوال کو قبول کرتے ہوئے اس ولی کا اکرام واعزاز فرماتے ہوئے اور تاکہ وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہو اور یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ تاکہ لوگوں پر اس کا عظیم مرتبہ جو اللہ تعالی کے ہاں اس کا ہے واضح ہو جائے اگرچہ لوگوں کے ہاں وہ حقیر سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد قسم سے یہاں دعاء ہے اور اس کی راست بازی کا مظہر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی دعاء کو قبول فرمادیتے ہیں۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ اس کی تشریح وتوضیح میں فرماتے ہیں

یعنی انہ لو حلف علی وقوع شئ او قعہ اللہ اکراما لہ وصیانتہ لہ عن الحنث فی یمینہ و حملہ بعضھم علی الدعاء انہ لو دعا اللہ سبحانہ استجاب اللہ دعائہ و

المعنی الاول اوفق بالظاھر الخ
(تکملة فتح الملھم کتاب البر و الصلة و الاداب باب فضل الضعفاء و الخاملین ج5ص341رقم138_2622)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالی کا وہ ولی جب کسی شی کے وقوع پر قسم کھالیتا ہے تو اللہ تعالی اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہوئے اسے واقع فرمادیتے ہیں اور بعض نے اس قسم کو دعاء پر محمول کیا ہے کہ جب اللہ تعالی کا وہ ولی اللہ تعالی سے دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے دعاء کو قبول فرمادیتا ہے اور پہلا والا معنی ظاہر کے زیادہ موافق ہے الخ۔

قارئینِ کرام!

ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ اپنے مدعا کا ثبوت بھی دیا اور فریق مخالف نے جن عبارات سے اپنا مؤقف ثابت کرنے کی کوشش کی تھی ان کا صحیح مطلب بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا